

نہ سمجھے۔

۴۔ **شرح :** اے محبوب! تو نے رقیب کو جو نامہ شوق لکھ دیا، وہ اسے یوں لیے پھرتا ہے کہ اگر کوئی پوچھ بیٹھے، یہ کیا ہے تو اسے چھپائے رکھنا ممکن نہ رہے۔

ظاہر ہے کہ جب لوگوں میں چرچا ہوگا، وہ نامہ شوق آپ کی طرف سے ہے تو آپ کی رسوائی ہوگی۔

۵۔ **شرح :** بیشک وہ حسین ہیں، اور ان کا حسن بڑا دلاویز ہے، مگر دیکھیے، کتنے نازک ہیں کہ اول تو کسی کے ہاتھ نہیں لگتے اور اگر لگ جائیں تو انھیں چھو انہیں جا سکتا۔ حسن میں کلام نہیں، لیکن نزاکت نے عاشقوں کے لیے کیسی مصیبت پیدا کر رکھی ہے۔

۶۔ **شرح :** کون کہہ سکتا ہے کہ کائنات میں کون جلوہ افروز ہے؟ کس نے اپنے وجود کی شان آشکارا کر رکھی ہے؟ پوری کائنات پر اسباب کا ایسا پردہ ڈال دیا گیا ہے کہ کسی کو اٹھانے کی تاب نہیں یا اٹھانے کی کوئی تدبیر خیال میں نہیں آ سکتی۔

جب پردہ اٹھانا ممکن نہیں تو کیا کہا جا سکتا ہے کہ یہ سب جلوے کس کے ہیں؟

۷۔ **شرح :** اس شعر کا مطلب منشی بنی بخش حقیر کو سمجھاتے ہوئے خود مرزا فرماتے ہیں :

”بھائی! مجھ کو تم سے بڑا تعجب ہے کہ اس بیت کے معنی میں تم کو تامل رہا۔ اس میں دو استفہام آ پڑے ہیں کہ وہ بہ طریق طعن و تعریض معشوق سے کہے گئے ہیں: ”موت کی راہ نہ دیکھوں“؛ کیوں نہ دیکھوں؟ میں تو دیکھوں ہی گا کہ ”بن آٹے نہ رہے“، کیونکہ موت کی نشان میں سے یہ بات ہے کہ ایک دن آٹے ہی کی، انتظار